

اور طہارت کے دائرے میں رہتے ہوئے تحریکات کرنے ہوں گے۔ اگر خلوص نیت کے ساتھ ایک وقت اور ضرر کو دور کرنے کے لیے اجتناد کیا جائے، اور اس میں بالفرض غلطی بھی ہو جائے تو حدیث نبوی "کی روشنی میں کسی معصیت کا ارتکاب نہیں ہو گا بلکہ ایک اجری مل جائے گا۔ اور اگر یہ اجتناد، جس کی پوری امید ہے، درست ہو، تو ان شاء اللہ دہرا اجر ملے گا۔

مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کے بعد نہ تو ٹوی وی بند ہو گا، نہ ریڈیو بلکہ دونوں موثر ذرائع کو اخلاقی، تعمیری اور معلوماتی پروگراموں کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ ہمارے علاوہ جن ممالک میں اسلامی نظام لانے کی کوشش کی گئی ہے، مثلاً سوڈان اور ایران، کیا وہاں ٹوی اور ریڈیو بند کر دیے گئے؟ یہ خیال بھی غلط ہے کہ ٹوی اور کوئی مرد نظر نہیں آئے گا اور صرف انسانی سائے کام کرتے نظر آیا کریں گے۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو ایک موقع پر اپنے شانہ مبارک پر سر رکھ کر جبشی کرتب کرنے والوں کے کرتب دیکھنے سے منع فرمایا تھا؟ بلاشبہ اسلام غرض بصر کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو دیتا ہے، لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ خواتین کسی بھی فرد کی طرف بغور نہیں دیکھ سکتیں؟ اگر یہ بات درست ہے تو کوئی خاتون بھی عقلاء کسی مرد کے بارے میں قانونی شادوت کی شرط پوری نہیں کر سکتی۔ ظاہر ہے شادوت کی بنیاد یقینی طور پر مشاہدے پر مبنی ہے۔ اسلام ان انتہاؤں کے درمیان ہے جن میں ہم پھنس کر رہے گئے ہیں۔ کسی مرد کو دیکھنے کے دوران نگاہوں کا اس کے بالوں یا چہرے میں الجھ کر رہ جانا اور اسے اپنا منتظر نظر پہنچانا، اس کی تصویر کو اپنے کمرے میں لگانا، اس کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھنا، ان سب خلاف شرع افعال سے مکمل طور پر اجتناب کرتے ہوئے بھی ایک صالح، فطری مگر اخلاقی تصور تفریح میڈیا کے ذریعے سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت نظری گفتگوؤں کی نہیں، عملًا ایسے پروگرام پیش کرنے کی ہے جن کو دیکھنے کے بعد ہمارے انتہائی محاط فتحا بھی اپنی رائے میں نزدیکی کرنے پر آمادہ ہو جائیں (ڈاکٹر انیس احمد)۔

## دعوت دین اور رکنیت جماعت

س: میری ایک ملنے والی جماعت اسلامی کی کارکن ہیں۔ انھیں امیدوار رکنیت کا فارم بھی دے دیا گیا ہے اور ان کی ساتھی خواتین بار بار ان سے پوچھتی رہتی ہیں کہ وہ کب امیدوار بنیں گی؟ مگر انھیں فارم پڑ کرنے میں کچھ ابھسن ہے۔ وہ جماعت کے پروگراموں میں شرکت کرتی ہیں، ماہوار رپورٹ بھی دیتی ہیں۔ اعانتیں جمع کرنا، تنظیمی پروگرام کی ذمہ داری اٹھانا، مہمات میں اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لینا جیسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی ہیں۔ ان کے شوہر جماعت کے

متفق ہیں لیکن اگر ان کے علم میں آجائے کہ دن بھر کی تربیت گاہ ہے، جلسا ہے، یا کوئی مظاہرہ ہے تو وہ سختی سے منع کر دیتے ہیں کہ ان میں شرکت کی ضرورت نہیں۔ درس قرآن، دعوت دین اور ملاقوں کی حد تک تو خواتین کو اجازت ہے مگر فرنٹ پر کام کرنا ضروری نہیں (مذہب اور سیاست الگ والی بات نہیں ہے)۔ اسی طرح کئی دفعہ اس بات پر بھی منع کر چکے ہیں کہ امیدوار یا رکن بننے کی بھی ضرورت نہیں۔

وہ گوشوارہ رکنیت پر کرنا چاہتی ہیں مگر انھیں اس کی تمام شقتوں سے اتفاق نہیں، خاص طور پر آخری شق سے۔ ان کا موقف ہے کہ اس فارم کی شرائط پر چونکہ عمل درآمد مشکل ہے اس لیے یہ دو رخی کی کیفیت اور درستگی ہے جو غلط ہے۔ دوسرے جماعت کے کچھ امیدوار اور ارکان جن سے ان کا تعلق رہا ہے، نہ تو وہ کارکن کی طرح جماعت سے مغلص ہیں، نہ ان کا اخلاق اس معیار کا ہے اور نہ وہ اس سرگرمی اور دل جمعی سے کام کرتے ہیں جس طرح ایک کارکن کام کرتا ہے۔ یہ بات بھی باعث عدم اطمینان ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ کسی کے کام سے متفق ہونا، بھرپور حمایت کرنا، تحریکی کاموں میں آگے بڑھ کر عمل حصہ لینا، اپنی حد تک سمع و اطاعت کا اہتمام کرنا، کیا یہ کسی جماعت سے مغلص ہونا نہیں؟ کیا فارم بھرے بغیر ہم نئکی کا ساتھ نہیں دے سکتے؟ کیا فارم اخلاص کی کسوٹی ہے کہ جو اسے پڑھ کرے وہ جماعت سے مغلص نہیں؟ ان کے لیے الجھن یہ بھی ہے کہ وہ جماعت کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہیں لیکن دوسری طرف وہ شوہر کے دباؤ میں بھی ہیں۔ کیا وہ یہ کام شوہر سے چھپ کر کر سکتی ہیں؟ کیا رکنیت کافارم پر کیے بغیر دعوت دین کا کام نہیں ہو سکتا؟

ج: مجھے اس بات پر بے حد خوشی ہے کہ آپ نے ایک عملی مسئلے کا ذکر اپنے خط میں کیا ہے۔ وضاحت کی غرض سے جواب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے کا تعلق امر بالمحروم و نهى عن المکر اور دعوت دین کے سلسلے میں ایک یوں یا بیشی کے لیے حدود اطاعت سے ہے۔ قرآن کریم اور سنت مطہرہ نے اس سلسلے میں واضح اصول یہ دیا ہے کہ اولاً ہر مسلمان مرد اور عورت پر دین کا سمجھنا اور اسے آگے پہنچانا فرض ہے۔ امت مسلمہ کا مقصد قرآن میں یہ تھا گیا ہے کہ ”اب دنیا میں وہ بہترن امت تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو“ (آل عمرہ: ۳۰: ۱۱۰)۔ ساتھ ہی ہمیں یہ اصول بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی وسعت سے زیادہ جواب دہی کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ اور حدیث کی روشنی میں ایک خاتون اپنے گمراور اپنی اولاد پر اتنی ہی مسئولیت رکھتی ہے جتنی ایک مرد پورے خاندان پر۔ ظاہر ہے یہ مسئولیت اس کے دائرے

کار اور دیگر وظائف کے حوالے سے ہی ہو گی، مطلق نہیں ہو گی۔ اس لیے رشتہ ازدواج میں مسلک ہونے کے بعد، ایک خاتون کو اپنے وظائف زوجی اور فریضہ اقامت دین میں توازن برقرار رکھتے ہوئے یہ دعوتی کام کرنا ہو گا اور ترجیحات کا تعین کرنا ہو گا۔ ہر صورت حال میں غور کرنے کے بعد فیصلہ کرنا ہو گا کہ مقصد دعوت کیاں زیادہ صحیح طور پر حاصل ہو رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ دعوت دین غیر معمولی طور پر ایک اجتماعی عمل ہے۔ اصول دین اور اصول فقه کو صحیح طور پر سمجھے بغیر دعوتی کام یا تو ایک میکائی عمل بن جاتا ہے یا بعض اوقات گھر بیو زندگی میں سمجھا اور قانونی جنگ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کریم نے شوہر کو اس کے گھر میں سربراہ ہونے کے سبب ایک درجہ کی فضیلت دی ہے۔ اس کی مثال سمجھے اسی ہے کہ ایک کانج یا یونیورسٹی میں ۱۵ افراد گریڈ ۲۰ کے پروفیسر ہوں، اور ان میں سے ایک کو اوارے کا سربراہ بنایا جائے۔ ظاہر ہے اس طرح ۱۹ پروفیسروں سے ایک درجہ افضل ہو جائے گا، لیکن اپنے رفقہ اساتذہ کی رائے، مشورہ، تجربہ، ہر چیز سے استفادہ کر کے ہی کوئی فیصلہ کرے گا اور ایک آمر کی طرح شکر کا شکار نہیں ہو گا۔ جب تک وہ سربراہ ہے، بقیہ اساتذہ اس کی ہر حق بات کی اطاعت کریں گے اور ہر غلط بات پر نصیحت کریں گے۔ اور اگر بات قانون اور عقل کے بالکل منافق ہو تو اطاعت بھی نہیں کریں گے کیونکہ شریعت کا اصول ہے: لاطاعة المخلوق فی معصیة الخالق۔ اس لیے دعوتی مقاصد کے حصول کی اہمیت کو ایمان کی حد تک اہم مانتے کے باوجود، ایک یوں یا بیٹی کو عموماً اپنے شوہر یا باپ کی جائز ہدایت کو اہمیت دینا ہو گی اور اس وقت تک دینا ہو گی جب تک اس کی ہدایت دین کے واضح اصولوں اور تعلیمات کے منافق نہ ہو۔

حضور نبی کریمؐ نے اسی پہاڑ حضرت صفوان ابن معطلؓ کی الہیہ محترمہ کو ہدایت کی تھی کہ وہ نماز میں دو دو سورتیں پڑھنے کے بجائے ایک ہی سورت پڑھ لیں، اور نفل روزہ رکھنے میں شوہر کی ضرورت کا خیال رکھیں (ابوداؤد)۔ گویا قانونی رسکشی کی جگہ افہام و تغییم اور محبت و نرمی اور دل کو ہاتھ میں لے لینے کی حکمت ہی حکمت دعوت ہے۔ جب بھی یہ شکل اختیار کی جائے گی شوہر یا باپ دعوت دین میں کبھی رکاوٹ نہیں بنے گا، بلکہ اللہ کا شکر ادا کرے گا کہ اس کی یوں یا بیٹی اپنے وقت، صلاحیت اور صحت کا صحیح استعمال کر رہی ہے اور اس تعلوں پر وہ خود بھی اجر عظیم کا مستحق ہو جائے گا کہ اس نے اپنی یوں کو اپنی ضرورت نظر انداز کر کے دعوت دین جیسی عبادت کرنے سے نہیں روکا۔ ہاں اگر شوہر یا باپ کسی محیت کا حکم دے تو اس میں اطاعت و تعاون نہیں: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان۔

دوسرے اہم پہلو آپ کے سوال میں یہ ہے کہ اگر ایک تحریکی کارکن وہ تمام ذمہ داریاں پوری کر رہی ہے جو ایک امیدوار رکنیت یا رکن سے متوقع ہوتی ہیں، لیکن دستوری طور پر باقاعدہ فارم بھر کر اور باقاعدہ

عدم انحصار کرنے سے گریز کرے، تو دین میں اس کی حیثیت کیا ہے؟ دیکھیے، دین شادت حق کا نام ہے۔ یہ شادت قولی بھی ہے اور عملی بھی۔ بغیر کسی معقول سبب کے اس میں تاخیر کرنا اپنے آپ کو اجتماعی برکات سے محروم رکھنا ہے۔ سورہ ال عمرن میں یہ عظم دیا گیا ہے کہ تم میں سے ایک جماعت (امت) ایسی ضرور ہونی چاہیے جو امر بالمعروف کا کام کرے اور برائی سے روکے (۱۰۲:۳)۔ ایسے ہی اعتصام باللہ کے ذریعے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ یک جا ہو کر مطلق طور پر ایک لفظ کے تحت ہی دین کے قیام کی جدوجہد کی جائے گی (ال عمرن ۳:۱۰۲)۔ پھر احادیث نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ جب تین افراد سفر کے لیے چلیں تو ان کو چاہیے کہ اپنا نظام قائم کر لیں اور اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں (ابوداؤد عن ابو سعید خدری)۔ یہی روایت حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے بھی ملتی ہے۔ حضرت معاذ ابن جبل سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: ”جس طرح بکریوں کا دشن بھیڑا ہے اور ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکریوں کا بہ آسانی شکار کر لیتا ہے، اسی طرح شیطان انسان کا بھیڑا ہے، اگر جماعت بن کر نہ رہیں (فعلیکم بالجماعۃ والعامۃ) تو یہ ان کو الگ الگ نہایت آسانی سے شکار کر لیتا ہے۔“ (مسند امام احمد، مشکوٰۃ)۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ”جو شخص جنت کے وسط میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہو، اسے جماعت سے چھٹے رہنا چاہیے اس لیے کہ شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب وہ دو ہو جائیں تو وہ دور ہو جاتا ہے۔“ ان واضح اور مطلق ارشادات داعی اعظم کی موجودگی میں کسی فرد کا ایک مناسب اسلامی تحریک کی موجودگی کے باوجود بغیر کسی عذر کے اس میں باقاعدہ شامل نہ ہونا لازمی طور پر خطرات کا باعث ہو گا۔ اس لیے اسلامی تحریکیں ہم خیال معاشرے کے ہر طبقے کے افراد کو شمولیت کی دعوت دیتی ہیں۔ اس سے صرف وہ لوگ مستثنی ہیں جو ولی خواہش، نیت اور کوشش کے باوجود کسی دینی حکمت یا عذر کے سبب شامل نہ ہو سکتے ہوں۔

دینی حکمت میں، میری ناقص رائے میں، وہ شکل بھی شامل ہے جس کا ذکر آپ نے خط میں کیا ہے۔ اگر ایک خالقون ہر لمحاظ سے تحریک اسلامی سے دابستہ ہیں لیکن سربراہ خاندان اپنے اس منصب کی بنا پر اسے باضابطہ تحریک میں شمولیت سے روکتا ہے تو اس وقت تک صبر اور انتظار کریں جب تک وہ کشاور دلی کے ساتھ ایسا کرنے کی اجازت نہ دے دے۔ اس سلسلے میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بھن کے شوہر کو توفیق عطا فرمائیں کہ وہ اپنی الہیہ کو اجازت دے کر خود اعلیٰ اجر کے حق دار بن سکیں۔ یہ دعا آپ کو اور ہر تحریکی کارکن کو ایسے موقع پر ضرور کرنی چاہیے۔ بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ دعاؤں کو قبولیت بخشتے ہیں۔

تیرا اہم پلو جس کا آپ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے وہ اصولی بھی ہے اور عملی بھی۔ اصولی طور پر کسی بھی جماعت بلکہ الجماعت میں بھی یہ کہنا کہ اس کا ہر کارکن، یا رکن، یا ذمہ دار مثالی شخصیت کا حامل

بوجا، قرآن و سنت کی بصیرت کی روشنی میں درست نہیں۔ پلاشہ احالم اور اسلامی تحریک کی جدوجہد کا متصدر ایک خالی اقلائی اور اسلامی عوایشو اور حکومت کا قیام ہے۔ لیکن اتنا معاشرے میں انسانی تکریروں کا وجود نظری ہے۔ البته اس طبقہ نہ آئندہ کمزوری کا ہواز خاشی کیا جاسکتا ہے وہ معاف کیا جاسکتا ہے، بلکہ بھی اور پھر کی تعلیم بعد فرمائے کے دریے صرف کم کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم کے ۶۳۱ مالے دور بیویوں میں جن سزاوں اور ایمان کی جن اقسام کو بیان کیا گیا ہے وہ یہ خالہ رکتا ہے کہ بھرپور مثالی معاشرے اور بیانات میں بھی صلح افراد بیض اوقات شیطان کے دعاویں میں اُنکے ہیں۔ ان تین صحابہؓ کا واقعہ جو خود کو شرکت نہ کر کے گوہ صداقت والیں کے اٹلی مقام پر تھے (العنود: ۹، ۱۷، ۲۸)۔ پسہ جاگیرؓ پر یہے بیان و محدث یا ترجمہ کا ذکر قرآن کریم سے خود کیا ہے (الشور: ۲۲، ۲۳)۔ میں جو پیر و ائمہ طوالات کے خوف سے ڈگ رہیں گے دنیا تک من اس طرف اشارے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی معاشرے میں ۴۹۹۹ فی صد بھائی ہے اور ۱۰ فی صد موافق پر شیطان کا سبب ہو جائے تو وہ معاشرہ اور افراد قاتروں میں ہوں گے لا خاصروں میں۔ اب چند نکات کے لئے غور کیجیے اپنے قلام ترددوں کے باوجود کیا تحریکات اسلامی تے اپنے برکار کن اور رکن کو ترتیب و آذانی کی اس سخن وادی سے گمراہ ہے جس سے سخاں کوامؓ جن میں سے ہر ایک حارے لئے دلکشا حارہ ہے اور اسیوں حصے کی مثل ہے گزرے تھے؟ یہی تحریکات اسلامی کا قلام ترتیب اس قلام ترتیب کے میعاد کک کیجی گاہے جو دوستی اعظم نے پہلوت رہا اور فرمات ہوئیؓ سے خود برج فیضا قلا اس لئے اگر کسی رکن یا فصہ دارے کی کمزوری کا رکھا ہو جاتا ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اسے نہ تمہب ہوئی کا ذریعہ اور موضع ہائی اس پا پر ہت پار پہنچیں کہ جب ارکان بھی کام کوں سے پہنچیں تو جماعت میں شمولیت کا کیا الگ ہو؟ پلپرنس آپ کا مشیرہ درست بھی ہے تو کیا اللہ نصیحة ولی حدیث سے ارکان جماعت کو مستحب کر دیا گا ہے اور کیا صرف اپنی جماعت، اپنے صوبہ، اپنے اہل ارکان ہی کا احتمال ہے کہ دوسرے دوسرے کو نصیحت کریں۔ حدیث کا آثار اسی بھت سے ہوتا ہے کہ ہر نصیحت اہل قائم اور سرہنوس کے لئے بھی ہے۔ اس لئے جب بھی کسی رکن یا فصہ دار کی کوئی کمزوری علم میں آئے نصیحت، اور جوئی، خیر خواہی اور اصلاح کے جذبے کے ساتھ فرو متعلق کو نجیب کریافت ہوئیؓ کی روست دین ہے اور فرض ہے۔

جو بات بھی کہ لجیے کہ درست وین اور آفات وین میں ہر کام باعث ہے۔ ایک فرد کا اثر کے عین کی آفات کے لئے بیانی مظہروں میں حصہ لانا ہوا قیام اللہ کے دوسرے حادث قرآن، اور حدیث اور آنفل کا احتمام با بعض اوقات قیام اللہ میں شرکت کی خواہش کے باوجود قیمعت ملی یا ملیں ہاپڑی کی تجارت دیکھنے کے لیے پورا ہم میں شرکت نہ کر سکنا، ان میں سے ہر ایک کا اجز نہیں سے

ثابت ہے۔ اس لیے اگر ایک شوہر یا باپ کسی معقول وجہ کی بنا پر اپنی بیوی یا بیٹی کو مظاہرے میں جانے سے روکے تو مظاہرہ میں شرکت کی نیت کا اجر تو بھر صورت ملے گا ہی۔ ساتھ ہی کوشش کی جائے کہ شوہر یا باپ کو نزدیک محبت سے اس کام کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے۔ دین کی دعوت صبر اور ثبات کے ساتھ کام کرتے رہنے کا نام ہے۔ یہ شرط نہیں ہے کہ ہر خواہش اور ہر فرضہ ایک ہی فرد پورا کرے۔ جتنا بوجھ ایک نفس اخھا سکتا ہے اور جس کام کو جحسن و خوبی کر سکتا ہے، اسی کے لیے وہ جواب دیں اور اجر کا مستحق ہے۔ جہاں تک سوال کسی فرد کی نیت اور اس کے دل کے حال کا ہے، کسی کے اخلاص کا فیصلہ کرنے کے لیے اس کے دل کے اندر جھانک کر بچشم خود مشاہدہ ضروری ہے اور میری معلومات کی حد تک ہم میں سے اکثر افراد یہ صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس لیے کسی انسانی کمزوری کی بنا پر generalization یا ایک عمومی رائے قائم کر لینا کہ ایک فرد سے غلطی ہوئی ہے تو سب افراد ہی ایسے ہوں گے، کے بجائے مثبت طور پر مشورہ، نصیحت اور اصلاح کے رویے کو اختیار کرنا دینی حکمت سے زیادہ قریب ہو گا (۱-۱)۔

## سید مودودی انسٹی ٹیوٹ السلامی تعلیم حلقہ حلقہ الاقوامی ادارہ التحصیلی خصوصیات

- قدیم اور جدید علوم کا حصہ امتحان • کلیہ الشریعہ والثقافہ سے۔ A.B.C کی ذگری
- پنجاب یونیورسٹی، اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور الازہر یونیورسٹی سے ادارہ کا الحاق
- عربی اور انگریزی زبان یکٹھنے کے بہترین موقع
- 18 ممالک کے طلبہ کے ساتھ میل جوں
- کمہ، مدینہ، الازہر مصر اور دیگر ملکوں کی یونیورسٹیوں کے تجربہ کا اساتذہ
- جامعہ الازہر مصر کی جانب سے سالانہ 15 و نصف میٹر ک اور ایف اے پاس طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں
- آخری تاریخ 15 اگست 2000ء، داخلہ ٹیکسٹ 22 اگست 2000ء

رجسٹر سید مودودی انسٹی ٹیوٹ وحدت روڈ لاہور  
فون: 5413517 5416694